بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الم

(سورہ صٓ) چوتھی قسط

ڈاکٹر اسرار احمد

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ ۝ بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ عِزَّۃٍ
وَّشِقَاقٍ ۝ کَمْ اَھْلَکْنَا مِنْ قَبْلِھِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا
وَّلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ ۝ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ
السلام علیکم ! اَحْمَدُہٗ وَاُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ط

امابعد :-

قرآن حکیم کی سورتوں میں سے جو سورتیں حروف مقطعات سے شروع ہوتی ہیں ان میں تیسری سورت جو ایک ہی حرف سے شروع ہوتی ہے سورہ صٓ ہے۔ ۸۸ آیات اور ۵ رکوعات پر مشتمل یہ سورہ مبارکہ قرآن حکیم میں ۲۳ ویں پارہ میں واقع ہوئی ہے۔ اس میں بھی حرف مقطع کے فوراً بعد قرآن حکیم کی قسم کھائی گئی ہے۔

صٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ ۝

سورہ نٓ میں قرآن مجید کو ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ قرار دیا گیا۔ سورہ قٓ میں فَذَکِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ یَّخَافُ وَعِیْدِ ۝ فرما کر تذکیر کا ذریعہ قرآن حکیم کو قرار دیا گیا۔ اور اس تیسری سورہ مبارکہ میں قرآن مجید کی جب قسم کھائی گئی تو اس کا وصف ہی یہ قرار دیا گیا کہ وہ ذکر یعنی نصیحت

© rasailojaraid.c

اور یاد دہانی کی حامل کتاب ہے - یہ سراسر نصیحت اور یاد دہانی پر مشتمل ہے -
واضح رہے کہ ذکر کے عام طور پر اگرچہ معنیٰ نصیحت کر دیئے جاتے ہیں - لیکن
اس کا اصل مفہوم ہے یاد دہانی - اور اس سے اشارہ ہے اس حقیقت
کی طرف کہ قرآن مجید جن حقائق کی تبلیغ کر رہا ہے جن کو ماننے کی دعوت دے
رہا ہے، وہ درحقیقت فطرتِ انسانی میں مضمر ہیں - صرف ماحول کے غلط
اثرات کی وجہ سے ان پر ذہول ونسیان کے پردے پڑ جاتے ہیں - آیاتِ قرآنی
ان پردوں کو ہٹاتی ہیں - دل پر آئے ہوئے زنگ کو دور کرتی ہیں - اور
وہ شہادتیں جو فطرت انسانی میں مضمر ہیں، وہ حقائق جو قلب کی گہرائیوں
میں موجود ہیں انہیں ابھار کرتی ہیں - یہ ہے عمل تذکیر - چنانچہ اس سورہ
مبارکہ کے آغاز میں ہی فرمایا -

صٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّكْرِ ۚ بَلِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا
فِیْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ۝

صٓ، قسم ہے نصیحت اور یاد دہانی سے بھرے ہوئے قرآن کی بلکن
یہی لوگ جو کفر کر رہے ہیں، جو انکار کر رہے ہیں، اس دعوت کو ماننے سے
اعراض کر رہے ہیں تو وہ یہ سب کچھ ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اور
تکبر کی وجہ سے کر رہے ہیں - ایسا نہیں ہے کہ خود ان کا دل گواہی نہ دے رہا
ہو کہ حقائق وہی ہیں کہ جن کی دعوت قرآن دے رہا ہے -

اس سے قبل کے بیان میں یہ بات عرض کی جا چکی ہے کہ ہمارے دین کے
بنیادی معتقدات میں سے اصولی اعتبار سے جو سب سے اہم عقیدہ
ہے وہ عقیدۂ توحید ہے - لیکن عملی اعتبار سے سب سے زیادہ موثر
عقیدہ عقیدۂ آخرت ہے -

سورہ قٓ میں پوری بحث ایمان بالآخرہ پر تھی - اس سورۂ مبارکہ میں
ایک قدم آگے بڑھ کر توحید کا ذکر ہو رہا ہے - چنانچہ وہاں تو یہ الفاظ آئے

© rasailojaraid.com

تھے۔

بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ۝ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ۝

اس کے مقابلے میں یہاں الفاظ نوٹ کیجیے۔

وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ۡ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝

وہ لوگ بڑے تعجب کے ساتھ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہمارے ہی جیسا ایک انسان ہماری ہی طرح گوشت پوست سے بنا ہوا انسان ہماری ہی طرح جس پر بچپن اور نوجوانی اور جوانی کے دور آئے ہیں۔ وہ ہماری طرف رسول ہو کر مبعوث ہوئے " پہلا تعجب تو انہیں اس پر تھا اور دوسرا تعجب یہ کہ "کس قدر عجیب بات ہے کہ اس نے تمام الہوں کو بس ایک الٰہ میں گم کر دیا۔"

ہمارے اتنے الٰہ تھے، ہمارے آباؤ اجداد جن کو مانتے چلے آ رہے تھے کتنی دیویاں کتنے دیوتا کتنے اِلٰہ لات، منات اور ہبل آخر کہاں گئے۔ انہوں نے تو ان سب کی نفی کر دی۔ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۝

تمام الہوں تمام خداؤں کو اس نے تو ایک خدائی کے اندر مدغم کر دیا۔ سب کی نفی ہو گئی اور صرف ایک خدائے واحد کا اقرار لا الٰہ الا اللہ ـــــ ان کا یہ تبصرہ تھا جو وہ دعوتِ محمدی اور دعوتِ توحید پر کرتے تھے۔ اور کہتے تھے۔

اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ

© rasailojaraid.c

اور یہ بڑی عجیب بات ہے کبھی یہ بات سننے میں نہیں آئی — یہاں سے اس سورہ مبارکہ میں عقیدہ توحید پہ گفتگو شروع ہوتی ہے - اس طرح جو مشرکین کے لیڈر تھے، ان کے چوہدری تھے وہ کس طرح اپنے عوام کو ورغلاتے رہے کہ اپنے جو معبود ہیں جن کو تم مانتے چلے آ رہے ہو تمہارے آباؤ اجداد کے دیوی اور دیوتا ان کے ساتھ پوری وفاداری کا وعدہ کرو - پورے صبر کے ساتھ اپنے آبائی عقائد پر جمے رہو - جس کا ذکر قرآن ان الفاظ سے کرتا ہے -

"وَانْطَلَقَ الْمَلَأُ مِنْهُمْ أَنِ امْشُوا وَاصْبِرُوا عَلَىٰ آلِهَتِكُمْ" -

اس کے بعد ذکر کیا گیا ان اقوام کا جن کے پاس یہی دعوتِ توحید پہنچی اور انہوں نے جب شرک سے باز آنے اور توحید کو قبول کرنے سے انکار کیا تو عذاب خداوندی کے کوڑے ان کی پیٹھ پر برسے - اور وہ قومیں ہلاک کر دی گئیں - نیست و نابود کر دی گئیں اور نسیاً منسیاً کر دی گئیں جیسا کہ متعدد مقامات پر فرمایا:

كَأَنْ لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا — ایسے ہو گئیں جیسے کبھی وہ تھیں ہی نہیں -

قوم نوح، قوم ہود، قوم صالح، قوم لوط، قوم شعیب، آل فرعون - ان کا ذکر قرآن حکیم کی طویل سورتوں میں بڑی تفصیل کے ساتھ آیا ہے - ان ابتدائی سورتوں میں ان کی طرف صرف اشارات ہیں -

اس کے بعد ذکر ہوتا ہے اللہ کے ان برگزیدہ بندوں کا جو علم و حکمت کی بلندیوں پر فائز تھے - جنہیں اللہ پر ایمان اور اللہ کی محبت حاصل تھی - جنہیں ہم انبیاء کرام کے نام سے موسوم کرتے ہیں - ان کا ذکر شروع ہوا -

ان میں سب سے پہلے ذکر ہوا حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا - انؑ پر اللہ کا اتنا فضل ہوا کہ وہ بادشاہ بھی تھے اور اللہ کے بندے اور نبی بھی اور انتہائی شکر گزار بندے - ان کے دل میں اللہ کی جو محبت اور شوق تھا اس کا ظہور ہوتا تھا جب وہ رات کے پچھلے پہر مناجات کرتے

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

تھے اور اس سوز کے ساتھ اور اتنے حسین ذوق اور پُرتاثیر لحن کے ساتھ کہ پہاڑ اور پرندے بھی اس مناجات میں ان کے ساتھ شریک ہو جاتے تھے۔

پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر ہے جو صاحبزادے ہیں حضرت داؤدؑ کے۔ کہ ان کو اللہ نے اقتدار عطا فرمایا۔ غلبہ عطا فرمایا۔ ان چیزوں پر غلبہ کہ جن کی انسانی تاریخ میں ہمیں گواہی نہیں ملتی کہ اس طرح ہر ایک انسان میں جمع کر دی گئی ہوں۔

اس کے بعد ذکر آتا ہے اس ذات کا جس کا نام صبر کے لئے ضرب المثل بن چکا ہے۔ یعنی حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا۔ جنہوں نے ساری مشکلات جھیلیں۔ جان و مال کی ہر تکلیف اور ہر ضیاع کو گوارا کیا۔ یہاں تک کہ بیماری اور بڑی ہی تکلیف دہ بیماری برداشت کی۔ لیکن اللہ کے ساتھ صبر و شکر کا رشتہ منقطع نہیں ہونے دیا۔

پھر ذکر آتا ہے ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پھر ان کے بیٹے حضرت اسحاق اور ان کے پوتے حضرت یعقوب علیہ السلام کا پھر ذکر آتا ہے حضرت ابراہیم کے دوسرے اور بڑے بیٹے حضرت اسماعیل کا پھر حضرت الیسع کا۔ حضرت ذوالکفل کا۔ ان سب کا ذکر ہے اور درحقیقت اس طرح ایک آئینہ رکھ دیا گیا ہے کفار قریش کے سامنے ——— ایک تمہارا کردار ہے۔ اور ایک یہ کردار ہے یہ بھی اللہ کے بندے تھے یہ بھی اسی طرح گوشت اور پوست کے بنے ہوئے تھے۔ جتنے بھی رسول پہلے آئے ہیں وہ بھی بہر حال انسان ہی تھے تمہاری ہی طرح کھاتے پیتے بھی تھے۔ لیکن اللہ نے انہیں چنا اپنے پیغام کی رسالت کے لئے اور جن قوموں نے انکی دعوت کو لبیک کہنے سے انکار کیا۔ ان کا جو انجام ہوا وہ تمہارے سامنے ہے۔ اسی سلسلہ میں ایک آیت مبارکہ آتی ہے۔ جس کا تعلق اس

© rasailojaraid.com

سورہ مبارکہ کی پہلی آیت صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ سے ہے فرمایا:

کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ مُبٰرَكٌ لِّیَدَّبَّرُوْٓا اٰیٰتِهٖ وَ
لِیَتَذَکَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ٥

"اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کتاب قرآن مجید جو ہم نے آپ پر نازل کی ہے بہت برکت والی ہے - بڑی شان والی ہے اور یہ کتاب اس لئے نازل کی ہے کہ لوگ اسکی آیات پر غور وفکر کریں - سوچ بچار کریں - اسکی گہرائیوں میں غوطہ زنی کی کوشش کریں"

بقول علامہ اقبال مرحوم

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مرد مسلماں
وَلِیَتَذَکَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ط

پھر وہی لفظ تذکر آگیا - جس سے گفتگو شروع ہوئی تھی : صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ - اس آیت میں ہدایت آگئی کہ لوگ اس کے ذریعے سے نصیحت حاصل کریں - اس سے علم وہدایت پائیں - اس سے یاد دہانی اخذ کریں -

آخر میں نسل انسانی کے آغاز کا وہ واقعہ آرہا ہے - کہ جس سے اس پوری تاریخ انسانی کے دوران حق وباطل کی کشمکش اور خیر وشر کے تصادم کا راز کھلتا ہے - یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ، ان کو مسجود ملائکہ بنانے کا معاملہ اور مرحلہ اور شیطان لعین ابلیس کا انکار ، تکبر کی بنیاد پر — گویا یہاں آئینہ رکھ دیا گیا کہ وہ سرداران قریش جو تکبر کی بنیاد پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہنے سے انکار کر رہے ہیں ، یہ اسی شیطان کے پیرو ہیں جس نے تکبر کی بنیاد پر کہا تھا - اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ میں آدم سے بہتر ہوں خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ مجھے تو نے آگ سے بنایا اور اسکی تخلیق مٹی سے کی - میں اس سے بہتر ہوں لہٰذا اس کے سامنے نہیں جھک سکتا - وہ شیطان

© rasailojaraid.com

لعین ہے درحقیقت جس کے سپرد کار ہیں وہ لوگ جو قرآن کی دعوت پر کان نہیں دھر رہے اور جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دعوتِ حق سے اعراض کر رہے ہیں ۔

اللّٰھم ربنا لا تجعلنا منھم

اللہ ہمیں اس سے بچائے کہ ہم کسی بھی اعتبار سے ان لوگوں کے زمرے میں شامل ہو جائیں ۔ قرآن سے اعراض کریں اس پر تدبر نہ کریں ۔ اس پر غور و فکر نہ کریں ۔ اس سے سبق حاصل نہ کریں اس سے نصیحت اخذ نہ کریں ۔ اسے اپنا امام اور راہنما نہ بنائیں ۔

اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس کتاب کا حق ادا کریں ۔ اور اس سے استفادہ کریں جیسا کہ استفادے کا حق ہے ۔

بارک اللہ لی و لکم فی القرآن العظیم و نفعنی و ایاکم بالآیاتِ و الذکر الحکیم ۝

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com